حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

مولانا سید امتیاز حیدر رضوی صاحب قبلہ

ولادت

امام علی نقی ہادیؑ نے ۲۵۴ھ میں شہادت پائی آپ کے چار بیٹے (امام حسن عسکری، محمد، حسین، جعفر) اور ایک بیٹی تھی (ارشاد شیخ مفید ص ۳۳۴)

حضرت امام حسن عسکریؑ نے مدینہ منورہ میں ولادت پائی جو کہ محل نزول ملائکہ نیز وحی الٰہی اور مکتب خاندان رسالت ہے۔ آپؑ کی ولادت ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں ہوئی۔ (ارشاد مفید ص ۳۳۵)

آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی بعض نے ''حدیث'' بعض نے ''سوسن'' اور بعض کتب سیرت نے ''سلیل'' لکھا ہے۔

امام یازدہم کا نام عسکری ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آں حضرتؑ اور آپ کے پدر بزرگوار امام ہادیؑ سامراء کے محلہ عسکر (لشکر) میں رہتے تھے۔ مرحوم شیخ صدوق کہتے ہیں ہم نے اپنے اساتیدؒ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے: سامراء کے جس محلہ میں یہ دونوں امام ساکن تھے اس کو عسکر کہا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے ان دونوں اماموںؑ کو عسکری کہتے ہیں۔

(بحار الانوار ج ۵۰ ص ۲۳۵)

امام حسن عسکریؑ اور آپ کے جد و پدر اپنے دور میں ابن الرضا (یعنی فرزند امام رضاؑ) کے نام سے جانے جاتے تھے۔ چوں کہ مامون عباسی کے دور میں علی بن موسی الرضاؑ کو مقام ولایت و امامت کے علاوہ سیاسی شہرت بھی حاصل تھی۔ اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ مامون نے آپ کو اپنا ولی عہد منتخب کر لیا تھا۔ تاکہ اس کے بعد خلافت و حکومت اپنے حقیقی و شرعی وارث (یعنی خاندان علی بن ابی طالبؑ) کی طرف منتقل ہوجائے۔ جیسا کہ مامون نے بنی عباس سے اس مطلب کو صراحت کے ساتھ بیان بھی کیا۔

امام حسن عسکریؑ نے اپنے پدر بزرگوارؒ کے زیر سایہ پرورش پائی۔ آپ کے والد علم و زہد و تقویٰ اور جد و جہد میں معروف تھے لہٰذا آں حضرتؑ نے اخلاقی فضائل علم و دانش و تقویٰ اور روح الایمان کے ساتھ اہل بیتؑ کے صفات و کمالات کو بھی آپ سے حاصل کیا۔

امام حسن عسکریؑ نے ۲۳ رسال اور چند ماہ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ گزارے اور اس مدت میں علوم آل محمدؐ اور میراث امامت آپؑ سے حاصل فرمائی۔

اس لحاظ سے اپنے جد کی امت کے درمیان آپ علم و جہاد اور نیکی کی طرف دعوت دینے میں اپنے اجدادؑ سے مختلف نہ تھے۔

امامؑ کے معارف کی ایک جھلک

اعتقادی اختلاف نے امام حسن عسکریؑ کے زمانہ میں شدت اختیار کر لی اور بعض مقامات پر یہ اختلاف اجتماعی

وسیاسی مشکلات اور خلفشار وناامنی کا باعث بھی ہوجاتا تھا۔ اس طرح کے اعتقادی اختلاف کی ایک سب سے روشن مثال ''خلقت قرآن کریم'' ہے۔جس پر ایک طویل بحث چھڑ گئی سوال یہ اُٹھا کہ قرآن کریم قدیم ہے یا خدا کی مخلوق؟

اس کے متعلق کلامی مسلک رکھنے والے دانشوروں کا جواب دو متضاد محور پر گھوم رہا تھا، لیکن مکتب اہل بیتؑ اس کے متعلق صراحت کے ساتھ اظہار کررہا تھا یعنی کلام خدا حادث ہے نہ کہ قدیم دیگر مخلوقات کی طرح قرآن بھی خدا کے ذریعہ خلق ہوا اور اس دعوی پر گواہ خود قرآن کی آیت ملاحظہ ہو: ''**مایاتیھم من ذکر من ربھم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون**'' (انبیاء/۲) جب ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس کوئی نیا حکم آتا ہے تو صرف کان لگا کر سن لیتے ہیں اور پھر اسے کھیل بنالیتے ہیں۔

اس دعوی پر دوسری دلیل بعثت انبیاءؑ کے متعلق خداوندعالم کی خبر ہے ''**انّا ارسلناک بالحق بشیراً ونذیراً و ان من امۃ الاّ خلا فیھا نذیر**'' (فاطر/۲۴) ہم ہی نے تم کو قرآن کے ساتھ خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا پیغمبر بنا کر بھیجا اور کوئی امت ایسی نہیں گذری جس کے پاس ہمارا ڈرانے والا پیغمبر نہ آیا ہو۔

تیسری دلیل حوادث وواقعات ہیں جو پیش آتے رہتے ہیں ان کے متعلق آیتوں کا نازل ہونا، مثلاً ''**قدسمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا**'' (مجادلہ/۱) اے رسولؐ جو عورت (خولہ) تم سے اپنے شوہر (اوس) کے بارے میں جھگڑتی ہے خدا نے اس کی بات سن لی ہے۔

اور اسی طرح کی دیگر آیات اس امر پر بیّن دلیل ہیں کہ قرآن حادث ہے اور کلام خدا، علم خدا سے الگ ہے۔علم خدا اس کی ذات مقدس کی طرح قدیم ہے، لہٰذا وہ غیب وظاہر کا عالم ہے اور اس کے سامنے آئندہ وحال برابر ہے اس لحاظ سے ہر چیز کے وجود میں آنے سے پہلے وہ اس سے ویسے ہی باخبر ہے جیسے وجود میں آنے کے بعد بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ تمام موجودات اس کے علم وآگاہی وتقدیر کے دائرہ میں ہیں۔

امام حسن عسکریؑ کے ایک صحابی ابوہاشم نے قرآن کے حادثات یا قدیم ہونے کے متعلق امام سے سوال کیا تو امامؑ نے اس کا بہت مختصر جواب عطا فرمایا، ذیل میں بطور مختصر سوال وجواب ملاحظہ ہو:

ابوہاشم کہتے ہیں: ایک مدت سے میرے ذہن میں یہ بات گھوم رہی ہے کہ قرآن حادث ہے یا قدیم؟

امام حسن عسکریؑ: اللہ ہر چیز کا خالق ہے اس کے سوا جو کچھ بھی ہے سب مخلوق ہیں (مناقب آل ابی طالب/ج۴ص۴۳۶)۔

محمد بن صالح ارمنی نے آیت ''**للہ الامر من قبل ومن بعد**۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(روم/۴) کے معنی کو امام سے دریافت کیا تو امام حسن عسکریؑ نے جواب فرمایا ''**الامر من قبل ان یامر بہ ومن بعد ان یامر**'' یعنی امر، خدا کے حکم دینے یا بعد میں خدا کے ہاتھ میں ہے۔محمد بن صالح کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ سے کہا یہ تو وہی خدا کا فرمان ہے جو اس صورت میں ہے ''**الا لہ الخلق والامر**'' (اعراف/۵۴) امام حسن عسکریؑ ہماری طرف دیکھ کر مسکرائے اور کہا ''**الا لہ الخلق والامر**'' (مناقب آل ابی طالبؑ ج۴ص۴۳۶) یعنی

عالم کی خلقت وتدبیر اس کے قبضہ وارادہ میں ہے اس طرح امام حسن عسکریؑ نے مشیت وقدرت الٰہی سے حوادث، واقعات اور خلقت کے ارتباط کو واضح کرتے ہوئے فرمایا: کوئی بھی چیز حتی وجود میں آنے کے بعد بھی خدا کی قدرت وحاکمیت سے باہر نہیں ہے۔

جو خط سہل بن زیاد نے امام کو لکھا تھا اور توحید کے متعلق سوال کیا تھا اس کے جواب میں امام نے فرمایا:

''سالت عن التوحید..................

''تم نے توحید کے متعلق سوال کیا، بس اتنا جان لو کہ توحید ذاتی کا جاننا تمہارے لئے لازم نہیں ہے، خداوند عالم ایک ہے، یگانہ ہے، بے نیاز وکامل ہے، اس کو کسی نے جنا نہیں ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو جنا ہے، کوئی بھی اس کا کفو نہیں ہے، وہ خالق ہے نہ کہ مخلوق، اجسام وغیرہ جو چیز بھی چاہتا ہے خلق کرتا ہے، جو تصویر بھی چاہتا ہے کھینچتا ہے مگر خود اس کی کوئی صورت نہیں ہے اس کے اسماء مقدس ہیں، اس کا کوئی مثل؛ ہو وہ اس سے کہیں بالا ہے، وہ تنہا خالق ہے اس کی کوئی نظیر نہیں ہے وہ سننے والا اور آگاہ ہے۔''

(الدمعۃ الساکبۃ ج ۳ ص ۱۸۳۔ توحید صدوق ص ۱۰۲)

اعتقادی مسائل میں ایک مسئلہ جو بحث ومجادلہ کا باعث بنا، مسئلہ ''بداء'' تھا اس مسئلہ پر بحث ومباحثہ کا بہترین محور آیت شریفہ **''یمحو اللہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب''** (رعد ۳۹) خدا جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے، اس کے پاس اصل کتاب ''لوح محفوظ'' ہے۔

''بداء'' کی تعریف علماء نے اس طرح بیان کی ہے، مخلوقات کے لئے خدا کے علم اور قضا وقدر کو بیان کرنا جو ان سے پوشیدہ تھا۔

بعض کو یہ مسئلہ سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ بداء پر اعتقاد یعنی خدا کے علم میں تبدیلی کا اعتقاد اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ اشیاء کی نسبت خدا کا علم کامل نہیں ہے۔ لیکن اس غلط عقیدہ کے مقابل اہل بیتؑ نے وضاحت کی ہے کہ بداء یعنی الٰہی علم اور قضا وقدر کو ظاہر کرنا جو کہ مخلوقات سے پوشیدہ ہیں۔

امام حسن عسکریؑ نے **''یمحو اللہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب''** کے متعلق احمد بن صالح کے جواب میں اس طرح فرمایا: کیا جو چیز تھی اس کے علاوہ اور کسی چیز کو مٹاتا ہے کیا جو چیز نہیں تھی اس کے علاوہ اور کسی چیز کو برقرار کرتا ہے۔

احمد بن صالح کہتے ہیں: میں نے اپنے دل میں کہا: یہ ہشام بن حکم کے قول کے برخلاف ہے جو کہتے تھے کہ خدا کسی بھی چیز سے اس وقت آگاہ ہوتا ہے جب وہ وجود میں آجائے اس وقت امام حسن عسکریؑ نے میری طرف رخ کیا اور فرمایا خدا جبّار اور حاکم اعظم ہے اور اشیاء کے وجود میں آنے سے پہلے ان سے آگاہی رکھتا ہے۔ میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حجّت خدا ہیں۔ (بحار ج ۵۰ ص ۲۵۷)

محمد بن ربیع شیبانی کہتے ہیں: میری ایک بت پرست سے گفتگو ہوئی اس کی دلیلوں کو سنا اور مجھے قوی بھی لگیں، اس وقت میں اہواز میں تھا، پھر سامراء آیا اور جب امام حسن عسکریؑ کو دیکھا تو آپ نے انگلی سے اشارہ کیا کہ خدا ایک

ہے اور اسے ایک ہی مانو، میں اچانک غش کھا کر گر پڑا۔

(مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۴۲۹)

تاریخ اس بات کی بھی گواہ ہے کہ بعض افراد توحید کے عقیدہ سے منحرف ہوگئے اور انھوں نے ائمہ کے متعلق غلو کیا اور ان کو الٰہی صفات سے متصف کیا۔ لیکن ائمہ نے خود کو ان گمراہوں سے بری الذمہ قرار دیا اور ان پر لعنت و نفرین کی۔

ادریس بن زیاد کہتے ہیں: میں اہل بیتؑ کے متعلق غلو کرتا تھا لہٰذا میں امام حسن عسکریؑ کے ملاقات کے لئے محلہ عسکر چل پڑا، جس وقت وہاں پہنچا تو سفر کی تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے حمام چلا گیا، وہاں مجھ کو نیند آ گئی اور اس وقت بیدار ہوا جب امام حسن عسکریؑ نے دروازہ پر دستک دی، میں امامؑ کو پہچان گیا اپنی جگہ سے اُٹھا اور امام کے قدموں کو بوسہ دیا، امامؑ سوار تھے اور آپ کے خادم بھی ساتھ تھے، میری امام کے ساتھ تھوڑی دیر تک ملاقات رہی۔

امام نے فرمایا: ''**یاادریس بل عباد مکرمون لایسبقونه بالقول وهم بامره یعملون**'' اے ادریس! وہ خدا کے معزز بندے ہیں وہ لوگ اس کے سامنے قول میں سبقت نہیں کرتے اور اسی کے حکم پر چلتے ہیں، میں نے امامؑ سے کہا، مولا میرے لئے یہی کافی ہے میں اسی لئے یہاں آیا تھا، پھر امامؑ مجھ سے جدا ہوئے اور چلے گئے۔

امام حسن عسکریؑ کے زمانہ کا مشہور فلسفی یعقوب بن اسحاق کندی عراق میں رہتا تھا، اس نے ایک کتاب لکھی اور قرآن کی طرف تناقض کی نسبت دی، یعقوب بن اسحاق تنہائی کی زندگی بسر کرتا تھا اور اپنے آپ کو توہمات میں مشغول کر رکھا تھا، امامؑ کو اس کے کاموں کی اطلاع ملی، ایک روز کندی کا ایک شاگرد امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، امام نے اس شاگرد سے فرمایا: ''**اما فیکم رجل رشید یردع استاذکم الکندی عما اخذ فیه من تشاغله بالقرآن**'' کیا تمہارے درمیان کوئی ہوشیار شخص ہے جو کندی کو اس فعل سے روکے جس کو اس نے اختیار کر کے خود کو قرآن کے ساتھ مشغول کر رکھا ہے۔

کندی کے شاگرد نے کہا: ہم اس کے شاگرد ہیں کیسے ممکن ہے کہ اس مورد یا دیگر موارد میں کندی پر اعتراض کریں؟

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: کیا تم میری کہی ہوئی باتوں کو اس تک پہنچانے کے لئے تیار ہو؟ اس نے کہا جی ہاں۔

امام نے فرمایا: ''**فصر الیه**.................

''اس کے پاس جاؤ اس سے مانوس ہو۔ اس کے ساتھ مہربانی کرو، اور جس راہ کو اس نے اختیار کر رکھا ہے، مدد کرو اور جس وقت اس سے مانوس ہو جاؤ تو اس سے کہو مجھے ایک مسئلہ پیش آیا ہے کیا آپ سے سوال کروں؟ وہ تم سے کہے گا پوچھو۔ تو اس وقت اس سے کہو؛ اگر اس قرآن کو بیان کرنے والا آپ کے پاس آئے تو کیا یہ ممکن ہے کہ جس کو آپ نے اس کا مقصود سمجھ رکھا ہے وہ اپنا مقصود کچھ اور بتائے؟ وہ تمہارے جواب میں کہے گا ہاں ممکن ہے؟

وہ ایسا ہے کہ جب کوئی چیز سنے تو سمجھ لیتا ہے، چنانچہ جب یعقوب بن اسحاق اس کو قبول کر لے تو اس سے کہنا آپ کیا خیال کرتے ہیں شاید قرآن کے نازل کرنے والے کا مقصود وہ نہ ہو جس کو آپ نے سمجھا ہے اس صورت میں آپ

الفاظ کو اس کے غیر معنی میں وضع کرنے والے ہوں گے۔''

کندی کا شاگرد کندی کے پاس پہنچا اور ان کے ساتھ امامؑ کی فرمائش کے مطابق عمل کیا اور جو مطالب امامؑ نے اس کو سمجھائے تھے اسی طریقہ پر عمل کرتے ہوئے اس نے کندی سے بیان کیا۔ کندی نے کہا: اپنی بات پھر سے بیان کر، اس نے دوبارہ بیان کیا، کندی نے اس کی بات پر غور کیا۔ دیکھا جو کہتا ہے قابل قبول ہے، کیوں کہ لغت میں اس طرح کا احتمال موجود ہے۔

اس وقت کندی نے اپنا سر اُٹھایا اور اس سے کہا تمہیں خدا کی قسم ہے تمہیں یہ بات کس سے معلوم ہوئی؟ شاگرد نے کہا ایسے ہی میرے ذہن میں یہ بات آئی اور میں نے آپ سے بیان کر دیا۔

کندی نے کہا: تم جیسا شخص ہرگز ایسی ہدایت سے سرفراز نہیں ہوسکتا تو اس سطح پر نہیں جو ایسی سمجھ و دانائی رکھتا ہو۔ لہٰذا بتاؤ یہ بات تم سے کس نے کہی؟

شاگرد نے کہا: امام حسن عسکریؑ نے مجھے اس اس طرح حکم دیا تھا۔

کندی نے کہا: ہاں! اب تم نے حقیقت بیان کی اس لئے کہ ایسے مطالب اس خاندان کے سوا اور کہیں سے صادر نہیں ہوسکتے۔ پھر کندی نے جو کچھ تالیف کیا تھا منگایا اور سب کو جلا ڈالا۔ (مناقب آل ابی طالب رج ۴ ص ۴۲۴)

ہاں! امام حسن عسکریؑ ایسے ہی اعلیٰ مقام اور علم و دانش کے مالک تھے اور آپ نے اپنی خاص روش اور طریقہ کے ذریعہ کندی جیسی شخصیت کو متاثر کر دیا اور اس کی منحرف فکر کو صحیح راہ عطا کر دی۔ اور اس فکری فتنہ کا سد باب کر دیا جو ظاہر ہونے کی صورت میں ممکن تھا کم از کم ایک گروہ کی گمراہی کا باعث ہوتا۔

اسی طرح عورت کی میراث بھی ایک فقہی اور اجتماعی مسئلہ ہے جو گزشتہ اور حال دونوں ہی مواقع میں شک کرنے والوں کے درمیان بحث و مباحثہ کا مورد رہا ہے۔

امام حسن عسکریؑ نے اس مسئلہ کے متعلق سوال کرنے والے کے لئے وضاحت کی اور مسئلہ کو بطور مکمل بیان کیا حضرت کا جواب اسلامی فکر کا دفاع کرتا ہے اور قرآن کے قانونی فلسفہ کو بیان کرتا ہے آپ سے پہلے آپ کے جد بزرگوار، امام صادقؑ نے بھی ایک ملحد اور کافر کو اس مسئلہ کے متعلق توضیح دی تھی۔

فہفکی نے امام صادقؑ سے سوال کیا عورت کی میراث ایک حصہ اور مرد کی میراث اس کی دوگنی کیوں ہے؟

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: ''**ان المرأۃ لیس علیھا جھاد ونفقۃ ولا علیھا معقلہ انما ذٰلک علی الرجال**'' کیوں کہ جہاد اور نفقہ عورت پر واجب نہیں اسی طرح دیت بھی اس پر لاگو نہیں لیکن مرد پر یہ ساری چیزیں واجب ہیں۔

نوٹ:۔ اس نکتہ پر توجہ رکھنی چاہئے کہ مرد کا حصہ ہمیشہ عورت کے حصہ کا دوگنا نہیں ہے۔ بلکہ کبھی دونوں کا حصہ برابر ہے۔ اور کبھی مرد کا حصہ عورت کے حصہ سے کم ہے۔ مثلاً اگر کوئی مر دفوت ہوجائے اور اس کی بیٹی اور باپ، باحیات ہوں تو بیٹی کا حصہ تین چوتھائی ہوگا اور باپ کا ایک

چوتھائی ہوگا۔

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ مہر بھی عورت پر واجب نہیں ہے بلکہ مرد پر واجب ہے۔

فہفکی کہتے ہیں میں نے دل میں کہا: ابن ابی العوجاء (امام صادقؑ کے زمانہ کے کفار میں سے تھا) نے یہی مسئلہ امام صادقؑ سے پوچھا تھا اور آں حضرتؑ نے بھی یہی جواب دیا تھا۔ امام حسن عسکریؑ نے اس وقت فرمایا: ''**نعم هذه مسئله ابن ابی العوجاء**۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں! ابن ابی العوجاء نے بھی یہی پوچھا تھا اور ہمارا (میرا اور امام صادقؑ) کا جواب بھی ایک ہے چوں کہ سوال ایک ڈھنگ سے ہوا ہے اور جو کچھ ہم اہل بیتؑ کے آخری فرد کو ملا ہے وہی اول کو ملا ہے ہمارا اول و آخر شناخت و معرفت سعی وکوشش اور موقف کے اعتبار سے مساوی ہے اور فضیلت علم واعمال رسولؐ خدا اور امیر المومنین سے متعلق ہے۔

(مناقب آل ابی طالب رج ۴ ص ۴۳۷)

ابوہاشم جعفری نے اس طرح نقل کیا ہے: میں نے امام حسن عسکری کو فرماتے ہوئے سنا ''**من الذنوب التي يا يغفر قول الرجل ليتني لم او اخذ الا بهذا**'' من جملہ گناہ جو بخشے نہیں جائیں گے یہ ہے کہ کوئی شخص کہے کاش سوائے اس گناہ کے اور کسی گناہ کا مؤاخذہ نہ ہوتا۔

میں نے اپنے دل میں کہا یہ بہت ہی اہم ارشاد ہے اور شائستہ ہے کہ ہر شخص اپنے افعال اور اپنے نفس کا حساب کرے۔

اس وقت امام حسن عسکریؑ نے میری طرف رخ کر کے فرمایا: ''**صدقت یا اباهاشم**۔۔۔۔۔۔۔

''اے ابوہاشم سچ کہتے ہو۔ جو تم نے کہا اپنے نفس کو اس کا پابند بنالو، اس لئے کہ لوگوں کے درمیان شرک کے قدم کی آواز تاریک شب میں کوہ صفا پر چیونٹی کے قدم کی آہٹ سے کہیں آہستہ ہے یا سیاہ پتھر پر چیونٹی کے چلنے سے کہیں پوشیدہ تر ہے۔'' (مناقب آل ابی طالب رج ۴ ص ۴۳۹)

امام حسن عسکریؑ اپنے اصحاب کو خالص توحید، صدق نیت، اور تزکیہ نفس کی طرف دعوت دیتے تھے اور شکوک، وسواس، خلاصہ جو بھی انسان کے لئے گمراہی کا باعث ہے اس سے روکتے تھے۔

اور ان سے چاہتے کہ خود اپنی طرف متوجہ رہیں۔ خود سے ہوشیار رہتے ہوئے اپنا حساب کریں۔ ہمیشہ اپنے طور طریقہ ہدف ومقصد کی جانچ کرتے رہیں اور گناہ چاہے کتنا ہی معمولی ہو اسے چھوٹا نہ سمجھیں۔

اسی طرح ابوہاشم کہتے ہیں کہ: امام حسن عسکریؑ کو فرماتے ہوئے سنا ''**ان الله ليعفوا يوم القيامة عفوًا يحيط على العباد حتى يقول اهل الشرك، والله ربنا ما كنا مشركين**'' (انعام ر ۲۳) خداوند عالم روز قیامت ایسی مغفرت وبخشش کرے گا کہ سب کے شامل حال ہوگی حتی کہ مشرکین بھی کہیں گے: قسم ہے خدا کی جو ہمارا پالنے والا ہے، ہم کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے تھے۔

اس وقت مجھے ایک حدیث یاد آئی جس کو مکہ کے رہنے والے ایک شیعہ نے مجھ سے نقل کیا تھا اس نے کہا رسولؐ خدا اس آیت کو اس طرح قرأت فرماتے تھے ''ان الله

یغفر الذنوب جمیعاً'' (زمر۵۳) خدا تمام لوگوں کے گناہوں کو بخش دے گا۔

اس شخص نے مزید کہا حتی کہ اس شخص کو بھی جو شرک کرے۔

میں نے اس بات کا انکار کیا اور اس کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا لیکن اس وقت میں فکر میں ڈوب گیا۔ امامؑ نے میری طرف توجہ دیتے ہوئے فرمایا: **''ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء''** (نساء۴۸) خدا اپنے متعلق شرک کرنے والے کو معاف نہیں کرتا البتہ شرک کے علاوہ جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔

پھر امام نے فرمایا: یہ بات درست نہیں ہے اور اس نے غلط نقل کیا ہے۔　　(بحار ج۵۰ ص۲۵۶)

امامؑ کی علمی، سیاسی، تربیتی تحلیل کی ایک اور مثال جو ابو ہاشم کے سوال کا جواب ہے۔

ابو ہاشم کہتے ہیں: میں نے سوچا امام نے اس دعا کو تحریر فرمایا ہے: **''یا اسمع السامعین''** میں نے بھی دعا کے لئے ہاتھ بلند کیا اور کہا ''خدایا مجھے اپنے چاہنے والوں کی جماعت اور اپنے بندوں کے زمرہ میں شمار کر'' اس وقت امام حسن عسکریؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: **''انت فی حزبہ وفی زمرتہ اذ کنت باللہ مؤمنًا ولرسولہ مصدقًا ولاولیائہ عارفًا ولھم تابعًا فابشر ثم ابشر''** (مناقب آل ابی طالب ج۴۳۹) تم اس کے گروہ میں ہو اور اس کے بندوں کے زمرہ میں ہو کیوں کہ تم خدا کے اوپر ایمان رکھتے ہو، اس کے رسول کی تصدیق کی ہے، اس کے اولیاء کو پہچانا ہے اور ان کی پیروی کی ہے پس تمہیں بشارت دیتا ہوں، تمہیں بشارت دیتا ہوں۔

امام حسن عسکریؑ خدا کی جماعت سے انتساب کی اس طرح وضاحت فرماتے ہیں اور بیان فرماتے ہیں کہ ''حزب اللہ'' کون لوگ ہیں اور جس آیت کریمہ کو بیان فرمایا **''ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون''** (مائدہ۵۶) جو خدا اور رسول ومومنین کو دوست رکھے حزب خدا میں سے ہے۔ بے شک حزب خدا کامیاب ہے۔

اس کی تعبیر بھی خود بیان کی: حزب اللہ سے صرف انتساب اور یہ دعا کافی نہیں ہے بلکہ اس کا لازمہ اعتقاد اور فکری وعملی رابطہ ہے جو اس انتساب کو مکمل کرتا ہے۔ لہٰذا جو خدا پر ایمان لائے، اس کے پیغمبرؐ کی تصدیق کرے اس کے اولیاء کے حق کو پہچانے اور ان کی راہ ہدایت پر چلے تو وہ حزب اللہ میں شمار ہوگا اور کامیاب ہے۔

حسن بن ظریف کہتے ہیں: میں نے امام حسن عسکریؑ کو خط لکھا اور امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ کے متعلق رسولؐ خدا کے ارشاد **''من کنت مولاہ فعلی مولاہ''** کے بارے میں سوال کیا۔ امامؑ نے جواب میں فرمایا: **''اراد بذٰلک ان یجعلہ علمًا یعرف بہ حزب اللہ عند الفرقہ''** رسولؐ خدا نے؛ اس کے ذریعہ علیؑ کو ایسا پرچم قرار دیا ہے کہ جس کی وجہ سے ''حزب اللہ'' دوسرے گروہوں کے درمیان پہچانے جائیں۔ (کشف الغمہ ج۳ ص۲۱۳ طبع بیروت)

☆☆☆